واتفاق کا درس دیتے چلے۔ مولانا کہتے ہیں: جنابِ شیخ اتنی پُرصعوبت سفر میں بھی ہم جوانوں سے زیادہ صبر اور برداشت کرنے والے تھے۔ سفر کی صعوبتیں دیکھ کر فرماتے: "کوئی بات نہیں، مَادامَ (جب تک) یہ سب اللہ کی رضا کے لیے ہو۔"

آرام طلب اور عیاش لوگوں پر جزبز ہوتے۔ مہنگے ہوٹلوں سے منع کرتے اور قدرے سستے ہوٹل میں رات گزارتے۔

۵۔ سادگی وکفایت شعاری میں بلند پایہ اسوہ حسنہ: راقم نے دیکھا کہ لباس وہیئت کذائی میں سادگی کا مرقع تھے۔ فقراء کے آثار ہویدا تھے۔ لباس سادہ، پیروں میں ہلکی جوتی اور سر پر ارزاں غطرہ (رومال) تھا۔ ہمارے دلوں میں یہ درویشانہ سادگی دیکھ کر حیرت وعظمت کے ملے جلے جذبات اٹھنے لگے۔ بزبانِ حال: "رثيت حالي حين لبست حذاء بالياً، إلى أن رأيت رجلاً بلا قدمين" حالانکہ جناب سعودی حکومت میں وزیر کے مرتبہ پر فائز تھے۔ دولت کی کوئی کمی نہیں تھی، مگر نفس پرستی کے بجائے خلقِ الٰہی پر خرچ کرنے یا دنیائے فانیہ پر عاقبت باقیہ کو ترجیح دینے کے حق میں تھے۔

شیخ رحمہ اللہ کئی اہم مناصب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ جن میں شؤون الحرمين الشريفين کی رئاست قابل ذکر ہے۔ اب اس وقت یہ خلا امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن سدیس حفظہ اللہ پر کر رہے ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ جامعہ دارالعلوم بلتستان کے پرانے اور بڑے محسنین میں شمار ہوتے ہیں۔ جامعہ کے انتظامیہ واساتذہ آپ سے اور آپ جامعہ کے اساتذہ وطلباء سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے جب آپ ہسپتال میں خصوصی نگہداشت کے کمرے میں تھے اور بہت کم لوگوں کو ملاقات کی اجازت ملتی تھی، جامعہ کے ناظم مولانا عبدالواحد اور برنامج مساعدة تعليمیہ کے مسئول مولانا ڈاکٹر جوہر نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ اور یہ اطلاع آپؒ کے بیٹے نے آپ کو دی۔ تو آپ نے بلا انتظار شیخین کو بلایا اور خوب باتیں کیں۔ ناظم دارالعلوم ومدیر مرکز سکردو دونوں نے آپ کی نماز جنازہ میں بھی شرکت فرمائی۔

وفات فاجعہ کی خبر پا کر ہر کسی کے منہ سے بے ساختہ دعائے خیر نکلی۔ امیر جمعیت الشیخ عبدالرحمٰن حنیف کی زیر صدارت قائدین جماعت کا ہنگامی اجلاس منعقد ہوا، جس میں آپ کی وفات پر قراردادِ تعزیت منظور کی گئی۔ اور آپ کی خدمات جلیلہ پر خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ کئی جوامع میں غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گئی۔

شیخ صاحب مرحوم کئی اداروں میں بطور رکن شامل تھے، جو کہ بالاختصار درج ذیل ہیں:

(۱) کبار علماء کی کمیٹی کے رکن (۲) دیوانِ ملکی کے رکن (۳) حرمین شریفین اور کمیٹی کے چیئرمین

(۴) مرکز ملک عبدالعزیز برائے قومی ڈائیلاگ کے چیئرمین۔

طب وصحت

پولیو ویکسین مہم کا خفیہ ایجنڈا

انتخاب: حافظ عبید الرحمٰن مدنی

بندروں کے گردوں سے تیار کی جانے والی پولیو ویکسین میں SV-40 موجود ہے۔

"یونیسیف کی طرف سے پولیو کے خاتمے کے لیے چلائی جانے والی مہم دراصل قوم کو بانجھ بنانے کی سازش ہے۔"

یہ تحقیق نائیجریا کے معروف فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ ڈاکٹر ہارونا کائٹا کے ہیں۔ یہ دھماکہ خیز انکشاف انہوں نے 2004ء میں کیا تھا۔طویل عرصہ گزر جانے کے بعد بھی عالمی ادارہ صحت یا اس کے ہم نوا کسی فارماسیوٹیکل سائنسدان نے ڈاکٹر کائٹا کی تحقیق کا جواب نہیں دیا ہے؛ کیونکہ ان کی یہ ریسرچ ٹھوس خطوط پر کی گئی تھی۔اس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔

ساری دنیا میں یہ ڈھول پیٹا جا رہا ہے کہ پچھلے برس بھارت کے اندر پولیو کا کوئی کیس رجسٹرڈ نہیں ہوا،لیکن انڈیا میں ہی کچھ عرصے پہلے کی گئی تحقیق نے منہ کے ذریعے دی جانے والی پولیو ویکسین (Oral Poilo Vaccine) کے آگے سوالیہ نشان لگادیا۔ مذکورہ تحقیقی مقالے میں کہا گیا کہ صرف 2011ء میں ملک بھر میں اسے **47,500** کیسز سامنے آئے ،جن میں بچوں کو پولیو جیسی مہلک بیماری سے متاثر پایا گیا۔اہم بات یہ ہے کہ یہ اپاہج کردینے والی پولیو جیسی بیماری ان بچوں میں ظاہر ہوئی،جنہیں با قاعدہ طور پر "اورل ویکسین" کے قطرے پلائے جا رہے تھے۔اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ پولیو ویکسین بذاتِ خود بھی پولیو کا سبب بن سکتی ہے۔اس تحقیق کی تفصیل بھی آگے بیان کی جائے گی۔

اکیسویں صدی کے آغاز میں کی جانے والی اس تحقیق نے سنسنی پھیلادی ہے کہ 1954ء سے 1963ء تک کے دوران ساری دنیا کے بچوں کو لگائی جانے والی پولیو ویکسین SV-40 معروف "منکی وائرس" سے آلودہ تھی۔ جوانسان میں دماغ، پھیپھڑے اور ہڈیوں کے کینسر کا سبب بنتا ہے۔میڈیکل سائنسدانوں نے اگرچہ یہ وائرس 1960ء میں ہی دریافت کرلیا تھا کہ بندروں کے گردوں سے تیار کی جانے والی پولیو ویکسین میں SV-40 موجود ہے،لیکن شروع میں اس قصے کو دبانے کی کوشش کی گئی۔آج بھی پولیو ویکسین بنانے والے اور صحت کے شعبوں سے متعلق اہلکار ویکسین کے ممکنہ خطرات کے بارے میں مکمل معلومات دینے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔کیوں؟اس کا جواب بھی تفصیل سے آئے گا۔

پولیو ویکسین کے مخالفین کی جانب سے جو تین بنیادی نکات اٹھائے جا رہے ہیں،اس کی تمہید رپورٹ کے آغاز میں باندھی جا چکی ہے۔

پہلا نکتہ یہ ہے: تیسری دنیا کے بچوں کو جو پولیو ویکسین پلائی جا رہی ہے، اس میں ایسے اجزاء کی ملاوٹ کی گئی ہے، جو براہ راست انسان کے نظام تولید کو متاثر کر کے خواتین کو بانجھ اور مرد حضرات میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت کم کر دیتے ہیں۔ دوئم یہ کہ اورل پولیو ویکسین بذات خود بھی پولیو کے کیسز میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔ اور تیسری اہم بات یہ ہے کہ پولیو ویکسین انسان کو کینسر میں بھی مبتلا کر سکتی ہے۔

یہ صرف ہوا میں کی گئی باتیں یا تنگ نظری پر مبنی پر خیالات نہیں، اس حوالے سے ٹھوس دلائل پر مبنی کئی مستند تحقیقی مقالے نیٹ پر اور کتابوں کی شکل میں موجود ہیں۔ اور انہیں لکھنے والے فارماسیوٹیکل ماہرین بھی اسی دنیا میں موجود ہیں۔ شعبہ طب کے طلباء سے لے کر ایک عام آدمی بھی آسانی کے ساتھ ان ویب سائٹس تک رسائی اور تحقیق مقالے لکھنے والوں سے بذریعہ ای میل رابطہ کر کے اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے۔

بنیادی نکتہ یہ ہے کہ جو لوگ پولیو ویکسین کی مخالفت میں دلائل دے رہے ہیں؛ بغیر تحقیق کیے ان کے تمام دلائل کو نظر انداز کر کے معاملے کو مذہبی، سیاسی یا جذباتی رنگ دینے کے بجائے اس ایشو کو سائنٹیفک بنیادوں پر دیکھا جانا چاہئے۔ پولیو کی عالمی مہم چلانے والوں کی اندھی تقلید کے بجائے اگر لیبارٹری ٹیسٹ میں پولیو ویکسین کے نمونے ٹیسٹ کرا لیے جائیں اور ملک میں موجود غیر جانبدار فارماسیوٹیکل ماہرین سے رابطہ کر کے یہ پتہ چلا لیا جائے کہ کہیں ہم نادانستہ طور پر اپنی نئی نسل کو واقعی کسی بین الاقوامی سازش کا شکار تو نہیں بنا رہے۔ یقیناً اس میں کوئی مضائقہ نہیں؛ بلکہ یہ اس فن کے ماہرین کا دینی، قانونی اور اخلاقی فرض ہے؛ کیونکہ یہ پوری قوم کے مستقبل کا معاملہ ہے۔ پولیو ویکسین مہم کے مخالفین کی ریسرچ کی تفصیل میں جانے سے پہلے کچھ بنیادی معلومات کا ذکر کرنا ضروری ہوگا، تاکہ اس سارے گورکھ دھندے کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

یہ وضاحت بھی ذہن نشین کر لیں کہ جن چیدہ چیدہ ویب سائٹس سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کی لنکس مضمون کی مناسبت سے شائع کیے جاتے رہیں گے۔ رپورٹ کی تیاری میں پاکستان کے چند فارماسیوٹیکل ماہرین سے بھی مدد لی گئی ہے، جو مختلف ملٹی نیشنل دواساز کمپنیوں سے منسلک ہیں۔ چونکہ ملازمت کی کچھ اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں، لہٰذا ان کے نام شائع نہیں کیے جا رہے ہیں۔

اس وقت پولیو ویکسین دینے کے دو طریقے رائج ہیں: ایک اورل پولیو ویکسین' جس میں منہ کے ذریعے دوا دی جاتی ہے۔ تیسری دنیا کے قریباً تمام ممالک میں یہی طریقہ رائج ہے۔ جبکہ دوسرا طریقہ Inactvated pilo Vaccine یعنی (IPV) ہے، جس میں بذریعہ انجکشن دوا انسان کے جسم میں داخل کی جاتی ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ

اعتراضات اورل پولیو ویکسین یعنی "منہ کے ذریعے دی جانے والی دوا" پر اٹھائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اورل ویکسین میں یہ خطرہ ہے کہ وہ وائلڈ ٹائپ میں تبدیل ہو جائے۔ یعنی جو ویکسین بیماری روکنے کے لیے دی جا رہی ہے، وہ الٹا پولیو پیدا کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر پہلے امریکہ اور بعد ازاں برطانیہ اور کینڈا میں اورل ویکسین پر پابندی لگائی گئی تھی۔

ایک معروف ملٹی نیشنل کمپنی سے منسلک فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ نے "روزنامہ امت" سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا: "جب بھی کوئی دوا بنائی جاتی ہے' تو اس کی سب سے پہلی مطلوبہ خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خالص ہو، یعنی اس میں مضر صحت اجزاء کی ملاوٹ نہ ہو۔ کسی بھی پروڈکٹ کو چیک کرنے کے لیے جن تکنیکی چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے، انہیں طبی اصطلاح میں Formulation Contamination اور Adultration کہا جاتا ہے۔

فارمولیشن سے مراد دوا میں شامل کیے گئے ڈکلیئرڈ اجزاء سے ہے۔ یعنی دوا خریدنے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں فلاں اجزاء شامل ہیں۔ اور عموماً دوا یا پروڈکٹ کے پیکٹ پر اُن اجزاء کے نام اور ان کی مقدار درج ہوتی ہے۔ یعنی جب بھی کوئی دوا تیار کی جاتی ہے' تو اس کا ایک فارمولیشن یا سلوشن بنایا جاتا ہے۔ پھر اس کے اندر وہ مختلف اجزاء شامل کیے جاتے ہیں۔ ان طے شدہ اجزاء کے اگر چہ اپنے بھی اثرات ہو سکتے ہیں؛ لیکن عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ نقصان دہ نہیں یا ان کے سائیڈ ایفیکٹس نہیں ہوتے۔

Contamination کا مطلب یہ ہے کہ دوا میں لاعلمیت کے سبب ایسے اجزاء شامل ہو جائیں جو مضر صحت ہوں۔ یعنی ایک ایسا عمل جو جان بوجھ کر نہیں کیا گیا ہو، لاعلمیت کی بنا پر نادانستہ ایسا ہو گیا ہو۔ لہٰذا عموماً مارکیٹ میں لانے سے قبل یہ چیک کیا جاتا ہے، کہیں اس پروڈکٹ میں Contamination تو نہیں۔

اسی طرح Adultration کو بھی چیک یا ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔ ایڈلٹریشن سے مراد یہ ہے کہ مینوفیکچررز (صنعت کاروں) نے کسی قسم کے مضر صحت اجزاء جان بوجھ کر خاص مقاصد کے تحت دوا کے اندر شامل کر دیئے ہوں اور ظاہر ہے کہ اسے ڈکلیئر نہ کیا ہو، یعنی چھپایا گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ Adultration کبھی ڈکلیئرڈ نہیں کی جاتی، کیونکہ یہ ایک مجرمانہ فعل ہے۔

لہٰذا جب کوئی دوا بنائی جائے تو ان تینوں تکنیکی چیزوں کو ضرور چیک کیا جاتا ہے۔ مثلاً اس میں کنٹامینشن کے کتنے امکانات ہیں، اور کہیں دوا میں ایڈلٹریشن تو نہیں کی گئی۔ بدقسمتی سے اورل پولیو ویکسین کے حوالے سے اس وقت دنیا بھر میں سب سے زیادہ شکایت Adultration سے متعلق ہی پائی جاتی ہے۔

دنیا کے جو غیر جانبدار فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ اپنے طور پر اورل پولیو ویکسین کے نمونے ٹیسٹ کرانے میں کامیاب ہوئے، انہوں نے ویکسین میں ایسے مضر صحت اجزاء دریافت کیے جو یقیناً Adultration کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن ان کی آواز دبا دی گئی یا پھر ان کی تحقیق پر توجہ نہیں دی گئی۔ اور ایک خاص ایجنڈے کے تحت دنیا بھر میں سرکاری طور پر یہی پروپیگنڈہ کیا جاتا رہا کہ "پولیو ویکسین محفوظ ہے۔" اس پروپیگنڈہ مہم میں میڈیا بھی پیش پیش رہا۔ مذکورہ فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ کے مطابق اورل پولیو ویکسین میں شامل ڈکلیئرڈ اجزاء میں سے ایک Tween 80 ہے۔ ٹوئن ایٹی کے حوالے سے نیٹ پر مختلف مستند ویب سائٹس موجود ہیں۔ گوگل پر Tween 80 لکھ کر اس کے اثرات کے بارے میں آگاہی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ مادہ تولید کی مقدار کم کرنے کے علاوہ خواتین میں حمل کی صلاحیت بھی متاثر کرتا ہے۔ فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ نے متعدد تحقیقی مقالوں میں کہا ہے کہ پولیو ویکسین میں جان بوجھ کر دو ایسے اجزاء Estrogen اور Estradoil شامل کیے گئے ہیں، جو مردانہ جسم میں زنانہ خصوصیات پیدا کر کے تولیدگی کی صلاحیت کو متاثر کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں اجزاء کا پولیو کی بیماری کے خاتمے سے کوئی تعلق نہیں۔ رپورٹ کے آغاز میں جن امور کی تمہید باندھی گئی تھی۔ ان میں سے پہلا موضوع نائیجریا کے فارماسیوٹیکل سائنسدان کی تحقیق سے متعلق تھا۔

نائیجریا کے فارماسیوٹیکل سائنٹسٹ ڈاکٹر رونا کائٹا ان دنوں فارماسیوٹیکل سائنسز آف احمد بیلو یونیورسٹی زاریہ کے ڈین فیکلٹی بھی تھے، جب انہوں نے تحقیق کا عزم کر لیا کہ ان کے ملک سمیت عالمی سطح پر اتنی زور و شور سے انسدادِ پولیو کی مہم چلائی جا رہی ہے، اس کے پیچھے کہیں کوئی خاص ایجنڈا تو پوشیدہ نہیں۔ اب نائیجریا میں پولیو کے خاتمے کے لیے چلائی جانے والی مہم چوتھے برس میں داخل ہو چکی تھی۔ 2004ء کے اوائل میں ڈاکٹر کائٹا نے اورل پولیو ویکسین کے نمونے لیے، پھر انہیں ٹیسٹ کرانے کے لیے ان کے ملک میں جدید ٹیکنالوجی دستیاب نہیں تھی۔ ڈاکٹر کائٹا نے بھارت کی لیبارٹریوں میں پولیو ویکسین سے حاصل شدہ نمونوں کے ٹیسٹ انڈین پروفیشنل ماہرین کی موجودگی میں کرائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان ٹیسٹوں کے لیے عالمی ادارہ صحت (WHO) کی سفارش کردہ ٹیکنالوجی Gccgas Chroma Tograhy اور Radio Immuno استعمال کی؛ تاکہ ان ٹیسٹوں کے مستند ہونے پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ نمونوں کو ٹیسٹ کرانے کے نتیجے میں انکشاف ہوا کہ **"اورل پولیو ویکسین میں سنگین قسم کے مضر صحت اجزاء شامل ہیں۔"**

یہ ٹیسٹ کرانے کے بعد وہ وطن لوٹ آیا تو ملک کے معروف ہفت روزہ "کیڈون ٹرسٹ" کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا:

"اورل پولیو ویکسین میں ہم نے جن بعض اجزاء کی ملاوٹ دریافت کی، وہ انتہائی نقصان دہ اور نشہ آور ہیں۔ اور چند ایسے ہیں،

جو براہِ راست انسان کے نظام تولید کو متاثر کرتے ہیں۔ جس سے وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ نائیجرین بچوں کو پولیو سے محفوظ بنانے کی یونیسیف کی مہم دراصل پوری قوم کو بانجھ بنانے کی عالمی سازش ہے۔''

ڈاکٹر کائٹا نے مزید بتایا کہ نمونوں کے ٹیسٹ کے موقع پر لیبارٹری میں چند انڈین فارماسیوٹیکل ماہرین بھی موجود تھے اور ویکسین میں ان اجزاء کی دریافت پر انتہائی حیرت زدہ تھے۔ رپورٹر نے جب ڈاکٹر کائٹا سے دریافت کیا کہ ان کے خیال میں ویکسین بنانے والوں نے ملاوٹ کیوں کی ہے؟ تو انہوں نے اس کے تین اسباب بیان کیے:

اول: اس ویکسین کو بنانے اور پروموٹ کرنے والے نے کسی خفیہ ایجنڈے کے تحت یہ ملاوٹ کی ہے، جس کا ایک مقصد تیسری دنیا کے ممالک کی آبادی کو کنٹرول کرنا بھی ہوسکتا ہے۔ اور یہ کہ مزید تحقیق ہی اس خفیہ ایجنڈے کو پوری طرح بے نقاب کرسکتی ہے۔ دوئم: ویکسین بنانے والے ہمارے جیسے تیسری دنیا کے لوگوں کو بے وقوف سمجھتے ہیں، اور ان کے خیال میں ہمارے پاس چونکہ ویکسین میں اس قسم کی ملاوٹ کو بے نقاب کرنے کی اہلیت، علم اور آلات نہیں؛ لہٰذا ہم اس قسم کے انتہائی ظالمانہ عالمی ایجنڈے پر عمل کرنے والوں کو اپنے دفاع کے لیے ہم ہی میں سے لوگ مل جاتے ہیں۔

ڈاکٹر کائٹا نے مطالبہ کیا تھا کہ جو بھی اس مضر صحت اور جعلی دوا کو پولیو ویکسین کے نام پر ملک میں درآمد کر رہا ہے، اس پر کسی کرمنلز (مجرم) کی طرح مقدمہ چلا کر سزا دی جائے۔

ڈاکٹر ہارونا کائٹا کا یہ مکمل انٹرویو نائیجیریا کے معروف ہفت روزہ ''ٹرسٹ'' کے آن لائن ایڈیشن میں ویب پر موجود ہے۔ گوگل پر جا کر اسے بآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ مزید تفصیلات کے لیے litesitenews.com سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

اورل پولیو ویکسین کے بارے میں جو دوسرا بڑا سوال اٹھایا جا رہا ہے یہ ہے کہ انفیکشن کی صورت میں یہ ویکسین، پولیو کو ختم کرنے کے بجائے الٹا بیماری پیدا کرنے کا سبب بھی بن رہی ہے۔ دو طبی ماہرین ڈاکٹر نیتو وشسٹ اور ڈاکٹر جیکب پولائل نے 2012ء میں یہ انکشاف کر کے تہلکہ مچا دیا تھا کہ بھارت کو اگرچہ پولیو سے پاک ملک قرار دے دیا گیا، لیکن کروڑوں بچوں کو کثرت سے پلائے جانے والے اورل پولیو ویکسین کے قطروں کے بعد سے ملک بھر میں نان پولیو پیرالائزز کے کیسوں کی تعداد حیرت انگیز طور پر بڑھ گئی ہے۔ اور صرف ایک برس کے دوران اس طرح کے 47 ہزار 500 اضافی کیس سامنے آئے ہیں۔ ڈاکٹر نیتو وشسٹ اور ڈاکٹر جیکب پولائل دہلی میں واقع سینٹ اسٹیفن ہسپتال میں بچوں کے امراض سے متعلق شعبے Peadiatries سے وابستہ ہیں۔ اپنے تحقیقی مقالے کے لیے انہوں نے بھارت کے ''نیشنل پولیو سرویلنس پروجیکٹ''

سے دس برس پرانا ڈیٹا حاصل کیا تھا۔ یہ تحقیقی مقالہ "انڈین جرنل آف میڈیکل اتھکس" کے اپریل تا جون کے شمارے میں شائع ہوا اور اس کے چیدہ چیدہ حصوں کو بھارت کے قریباً تمام صف اول کے اردو اور انگریزی اخبارات نے چھاپا۔ لیکن حسب توقع عالمی میڈیا میں اسے وہ جگہ نہیں دی گئی، جس کی یہ ریسرچ مستحق تھی۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ دنیا بھر کا میڈیا بھی عالمی ادارۂ صحت اور یونیسیف کی جانب سے انسدادِ پولیو کے نام پر چلائی جانے والی مہم کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ لہٰذا ویکسین کے مضر صحت اثرات کے حوالے سے کی جانے والی کسی بھی تحقیق کو شائع کرنے سے اس کے پر جلتے ہیں۔

ڈاکٹر جوزوف مرکالا نیویارک ٹائمز کے سب سے زیادہ مہنگے اور پڑھے جانے والے رائٹر ہیں۔ ڈاکٹر وشسٹ اور پولائل کی ریسرچ کے بارے میں وہ کہتے ہیں: اگر میڈیا کے اہم اداروں کی جانب سے نشر کی جانے والی خبروں پر نظر ڈالی جائے، تو بڑے شد و مد کے ساتھ ایک ہی بات سننے کو ملتی ہے کہ "بھارت سے پولیو کا مکمل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔" اور اس کامیابی کا سہرا انتہائی شدت کے ساتھ دنیا بھر میں چلائی جانے والی اس انسدادِ پولیو مہم کے سر باندھا جاتا ہے، جسے 1988ء میں عالمی ادارۂ صحت، روٹری انٹرنیشنل (خفیہ یہودی تنظیم)، یونیسیف اور یو ایس سینٹرز فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پری وینشن" کے اشتراک سے پولیو ایراڈکشن پینیشی ایٹیو" (پی جی ای آئی) کے نام پر شروع کیا تھا۔ لیکن اس مہم کے دوران دی جانے والی ویکسین کے مضر اثرات پر کوئی بات نہیں کرتا۔"

ڈاکٹر مرکولا زمزید لکھتے ہیں: اس حوالے سے "انڈین جرنل آف میڈیکل اتھکس" میں گزشتہ برس شائع ہونے والے ڈاکٹر نیتو وشسٹ اور ڈاکٹر جیکب پولائل کے ایک تحقیقی مقالے کو ساری دنیا کی میڈیا میں اہم سرخیوں میں جگہ دی جانی چاہیے تھی، جس کے مطابق صرف 2011ء میں بھارت میں ایسے 47 ہزار 500 کیسز سامنے آئے۔ جن میں بچوں کو پولیو طرز کی مہلک بیماری سے متاثر پایا گیا۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ بیماری ان بچوں میں ظاہر ہوئی، جنہیں مستقل پولیو ویکسین کے قطرے پلائے جا رہے تھے۔ اس تحقیقی مقالے کے مطابق نان پولیو ایکیوٹ فلسڈ پیرالائزز (اے ایف پی) کی شرح بھارت میں توقعات سے 12 گنا زیادہ پائی گئی۔

مزید تفصیلات کے لیے دیکھیں mercola.com ڈاکٹر کولا سے ٹیلیفون پر رابطے کے لیے ٹول فری نمبر 877-985-2695 دیا گیا ہے۔ ان دونوں بھارتی ماہرین طب نے یہ نشاندہی بھی کی ہے کہ قریباً ایک دہائی قبل جب بھارت میں اورل پولیو ویکسین کا آغاز نہیں ہوا تھا، تو بچوں میں Non Polio Paralysis یعنی مفلوج کر دینے والی اعصابی بیماری کی شرح نہ ہونے کے برابر تھی۔ تاہم اب اس شرح میں خوفناک حد تک اضافہ ہو چکا ہے۔ ان ماہرین طب کے